

نیا شام اور سیاسی اسلام کے خلاف جنگ

تحریر: استاد احمد القصص

مشرق وسطیٰ کی بین الاقوامی اور علاقائی سیاست سے واقف ہر مبصر پر یہ واضح ہو گیا ہے کہ شام میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ خطے کے لیے امریکہ کے جامع منصوبے کے دائرے میں ہو رہا ہے۔ اس منصوبے کو رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑا ہے، جن کو دور کرنے کے لیے امریکہ، آپریشن طوفان الاقصیٰ کے نتائج اور اس کے بعد جو کچھ منظر عام پر آیا، سے کام کر رہا ہے، جس میں غزہ کی تباہی اور حماس کی فوجی صلاحیتوں کو ختم کرنے کی کوشش، لبنان اور شام میں ایرانی حمایت یافتہ حزب اللہ کی فوجی صلاحیتوں کو تباہ کرنا، اور ایران کے جوہری پروگرام پر بمباری شامل ہیں۔ اس سے پہلے امریکہ یوکرین کی جنگ میں روس کو گھیر چکا تھا۔ لہذا امریکہ نے خطے کے لیے جو منصوبہ بنایا ہے وہ آگے بڑھ رہا ہے۔ حالیہ امور کا مشاہدہ کرنے سے یہ سامنے آتا ہے کہ اس وقت شام، امریکہ کے منصوبے کی سب سے زیادہ تعمیل کرنے والی ریاست ہے۔ غزہ میں، حماس مزاحمت جاری رکھے ہوئے ہے، لبنان میں، حزب اللہ ہتھکنڈوں کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہے، اور ایران خود بھی ہتھکنڈوں کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہے، ایک ایسے معاہدے کی تلاش میں ہے جو خطے میں ایران کی طاقت اور اثر و رسوخ کو زیادہ سے زیادہ محفوظ رکھے۔ شام میں، تاہم، چیزیں امریکی پالیسی کے فریم ورک کے اندر بہت آسانی سے آگے بڑھ رہی ہیں، جہاں ہم اس کے اور شام کے درمیان تقریباً مکمل صف بندی دیکھتے ہیں۔ اور ہر ایک گزرتے دن کے ساتھ اس کے ثبوت سامنے آ رہے ہیں، جن میں سب سے نیا ثبوت حال ہی میں اقوام متحدہ کے اجلاسوں میں شامی صدر کی شرکت اور اس موقع پر ہونے والی ملاقاتیں ہیں۔ ان میں سب سے اہم امریکی صدر کے ساتھ اس کی دوبارہ ملاقات تھی، اس کے علاوہ شامی صدر نے امریکی سینٹرل کمانڈ کے سابق سربراہ اور سی آئی اے کے سابق ڈائریکٹر ڈیوڈ پیٹریاس کو بھی انٹرویو دیا، جس میں ہم آہنگی اور دوستانہ تعلقات واضح تھے۔ اس سے پہلے شام میں "سیاسی اسلام" کو ختم کرنے سے متعلق دونوں فریقوں

کے درمیان معاہدے کی تصدیق کرنے والے متعدد بیانات سامنے آئے۔ گزشتہ اگست میں شام کے لیے امریکہ کے خصوصی ایلچی ٹام بیرک نے کہا تھا: "ایسا فارمولہ تلاش کیا جانا چاہیے جو سیاسی اسلام کے خطرے سے دور رہتے ہوئے تمام گروہوں کے اتحاد، ثقافت اور زبان کے تحفظ کی ضمانت دے"۔ احمد الشرع نے اس جذبات کی بازگشت سنائی، لیکن اس کے تبصرے مسلمانوں کے لیے اشتعال انگیز تھے، جب اس نے ایک وسیع میڈیا انٹرویو میں اعلان کیا کہ اسلامی آئیڈیالوجی ناکام ہے! اور جب اس نے یہ بھی کہا: "ہم تیار شدہ نظام یا تاریخ میں موجود نظام درآمد نہیں کر سکتے اور اسے کاپی کر کے شام پر لاگو نہیں کر سکتے"، یقیناً اس بیان کو شام میں اسلامی نظام کے قیام کو مسترد کرنے سے ہی تعبیر کیا جا سکتا ہے، کیونکہ کوئی بھی اس سے رومی، یونانی یا فارسی نظام کو اپنانے کے لیے نہیں کہہ رہا ہے... بلکہ بار بار اٹھنے والا سوال یہ ہے کہ: کیا نیا شام اسلامی نظام کو اپنائے گا؟

شام کی بصری شناخت کا اعلان کرتے ہوئے اپنی پچھلی تقریر میں، شامی صدر نے شام اور اس کے لوگوں کے لیے ایک تہذیبی شناخت کی بات کی جو ہزاروں سال پرانی ہے۔ یہ اس بات کا اعلان ہے کہ شام کے لوگوں کی تہذیب اسلامی امت کی عمومی تہذیب کا حصہ نہیں ہے، جس کا آغاز اسلامی تاریخ کے آغاز سے ہوتا ہے، بلکہ شام کے لوگوں کی شناخت اور تہذیب دو مخصوص تاریخی ادوار پر مشتمل ہے، جو اسلام سے ہزاروں سال پہلے کے ہیں۔ عجیب ستم ظریفی یہ ہے کہ جب گزشتہ بعثی حکومت اور اسد خاندان عرب قوم پرستی کے بیہودہ تصور کا استحصال کر رہے تھے، تب الجولانی شام کو ایک چھوٹے، مصنوعی خول یعنی قومی شناخت کے خول تک محدود کرنے کے لیے آیا!

اس تناظر میں اخوان المسلمون کو شام میں شاخ کھولنے سے روکنے کا شامی حکومت کا موقف بھی نمایاں ہے۔ یہ پوزیشن امریکی ایجنڈے کے ماتحت علاقائی حکومتوں کے فیصلوں سے مطابقت رکھتی ہے جس میں کسی بھی سرگرمی یا اس گروپ کی موجودگی پر پابندی عائد کی جاتی ہے، بشمول اردن کی حکومت، جہاں اخوان کی ایک طویل تاریخ ہے۔ شام میں اس موقف کی قیادت الجولانی کے میڈیا ایڈوائزر، احمد موفق زیدان نے کی، جس نے اس سے قبل الجولانی کی جانب سے ادلب میں حزب التحریر کے کارکنوں کے خلاف

گرفتاریوں کی مہم کو درست قرار دیا تھا، جن میں سے زیادہ تر آج تک وہاں قید ہیں

پھر اسی تناظر میں شام کے لوگوں کے لیے آخری جھٹکا اس وقت آیا جب وزیر تعلیم نے موسیقی اور فن کے حق میں اسلامی ثقافت کی کلاسوں کی تعداد کو ہفتہ میں چار کلاسوں سے کم کر کے کم از کم دو کلاسز فی ہفتہ کرنے کا فیصلہ جاری کیا۔ اسی تناظر میں، اور شام میں اسلامی نعرے لگانے والے اسکول کے طلباء کی ویڈیوز کے پھیلنے کے بعد - خاص طور پر "ہمارے قائد ہمیشہ ہمارے آقا محمد ﷺ ہیں" کا نعرہ لگاتے ہوئے - وزارت تعلیم نے ایک سرکلر جاری کیا جس میں تمام تعلیمی سطحوں پر سرکاری اور نجی اسکولوں میں کسی بھی نعرے یا ترانے پر پابندی شامل تھی، جب تک کہ شامی عرب جمہوریہ کا قومی ترانہ قبول نہیں کیا جاتا! اور وزارت کا سرکاری ترانہ، قائم کردہ آئینی اور قانونی طریقہ کار کے مطابق، جیسا کہ اس نے گورنریٹس کے ڈائریکٹرز ایجوکیشن کے نام ایک سرکلر میں واضح کیا ہے کہ سپریم کونسل برائے تعلیم کے غور و خوض کی بنیاد پر تمام سرکاری اور نجی اسکولوں میں کسی بھی قسم کا ترانہ یا نعرہ لگانا سختی سے منع ہے۔

ان تمام اقدامات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دمشق حکومت صرف ایک سیکولر آئین کو اپنانے اور کفر سے حکمرانی کرنے پر راضی نہیں ہے، بلکہ وہ ریاست، اس کے محکموں، اسکولوں، یونیورسٹیوں اور عسکری اور سیکورٹی اداروں میں اسلام کے کسی بھی اظہار کو روکنے کے لیے امریکی ہدایات پر عمل پیرا ہے، اور یہاں تک کہ یہ حکومت کسی بھی ایسی سیاسی سرگرمی کو ممنوع قرار دے رہی ہے جو اسلامی نظریے کو اپنی بنیاد بنائے اور اسلامی نظام کو اپنا طریقہ کار سمجھے۔

شام کی وزارت دفاع نے اگست کے آخر میں ایک نیا ریگولیٹری فیصلہ جاری کیا تھا جس میں فوجی وردیوں پر کسی بھی غیر منظور شدہ نعرے یا بینرز کے استعمال یا ڈسپلے پر پابندی عائد کی گئی تھی، بشمول مذہبی مفہوم والی علامتیں کے جبکہ وزارت کی طرف سے منظور شدہ سرکاری نعرے کی خصوصی طور پر پابندی لازمی قرار دی گئی۔ یہ اس وقت ہوا جب بہت سے فوجیوں نے اپنی

فوجی وردیوں پر ایمان کی دو شہادتیں لکھیں: "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں"

پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا شام کے لوگ سیکولرازم کو قبول کر لیں گے، اسلامی منصوبے اور اسلامی زندگی کی بحالی کو بھول جائیں گے اور اپنی تہذیب اور اپنے اسلامی نظام سے منہ موڑ لیں گے؟

جواب یہ ہے کہ شام کے لوگوں کو اس سازش کا پتہ چلنے میں زیادہ دیر نہیں لگے گی جس کا مقصد ان پر سیکولرازم مسلط کرنا ہے۔ درحقیقت، وہ اپنے بچوں کی تعلیم میں اسلام کے سب سے بنیادی پہلوؤں پر حملے کا مشاہدہ کرتے ہوئے پہلے ہی صدمہ محسوس کرنے لگے ہیں۔ موجودہ صورت حال محض ایک غیر معمولی، ایک عبوری مرحلہ ہے، جس کے بعد صاحب بصیرت با اثر لوگ، خاص طور پر اسلام کے پابند اور اس کے عقیدے پر قائم رہنے والے، یہ جان لیں گے کہ شام میں اس وقت جو منصوبہ جاری ہے، وہ ایک سیکولر منصوبہ ہے، اور یہ خطے کے لیے امریکی منصوبے کا حصہ ہے۔ تب اسلامی زندگی کی بحالی کے لیے جدوجہد اور معرکہ آرائی تیز ہو جائے گی، اور پھر اہل شام جو کہ اہل ایمان کے مرکز میں ہیں، سے بڑھ کر کون اس منصوبے میں سب سے آگے ہونے کا مستحق ہے؟

حزب التحریر کے مرکزی میڈیا آفس کے رکن